ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

مولانا حسن جانؒ کی دینی وسماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ

Research review of Maulana Hasan Jan's Religious and social service

Muhammad Dawood Khan*
PhD Scholar, Deportment of Islamic Studies, University of Malakand

Dr. Janas Khan
Associate Professor, Deportment of Islamic Studies, University of Malakand

Dr. Najmul Hasan
Assistant Professor, Deportment of Islamic Studies, University of Malakand

Abstract
One of the main goals of human life is to convey the commands of the Qur'an and Hadith to others. The steadfastness and patience with which the Prophet ﷺ preached the religion of Islam is a clear proof that it is one of the duties of the world. The most important duty is the preaching of the laws of Shariah. To fulfill this important duty of calling and preaching, Allah Almighty sent prophets, Hazrat Muhammad (SAW) was the last prophet among these prophets, after him (SAW) this responsibility was placed on the ummah, which the scholars in every age performed well. The Khyber Pakhtunkhwa province of Pakistan is the most populous region of the Kingdom of God in learning Sharia rules and conveying them to others. The scholars here took an active part in spreading the religion of Islam. One of them is the name of Maulana Hasan, may Allah have mercy on him, a great muhaddith of the twentieth century. He belonged to Charsadda district of Khyber Pakhtunkhwa province. His father name was Hazrat Maulana Ali Akbar Jan. He was born on January 3, 1938. He belonged to a scholarly family, read early books from his uncle Maulana Hafiz Hakeem Muhammad Ismail and then got regular admission in Darul Uloom Atmanzai and then went to Jamia Ashrafia Lahore to study Hadith. Maulana Hasan Jan received his PHD degree in Islamic Law from Jamia Islamia Madina munwara, where he benefited from the distinguished teachers of the Islamic world. After Tehsil-e-Ilm he started teaching and spent more than fourty years on Musnad Hadith, and teach various books, especially Hadith books, in Darul Uloom Atmanzai Charsadda, Darul Uloom Haqqania Akora Khattak Nowshera and Jamia Imdad Uloom Peshawar. He was a social activist, a successful teacher, a most accomplished writer and a political leader as well as an excellent orator, whose speech would have attracted people from far and wide. In recognition of his services, after his martyrdom, the government of Pakistan awarded him the Star of Shujaat. He was martyred on September 15, 2007. In the aforementioned research paper, after his introduction, his religious and social services have been discussed. May Allah make all his services popular in His Presence.

Keywords: Quran, Hadith, Prophet, Services, Islam, Muhaddith

* Email of corresponding author: muhammaddawoodkhan749@gmail.com

تعارف

دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور حق دین ہے، تخلیق انسانیت کا مقصد اسی دین پر چل کر رب العالمین کی عبادت کرنی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے انسان اور جنات کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔[1] ادین اسلام کے مختص کردہ ضابطہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی تعلیمات ہیں، ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ بعد ہر زمانہ میں دین اسلام کی احیاء اور تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کونے کونے میں رجال پیدا کیے ہیں، پاکستان دنیا کا وہ خطہ ہے، جو ہر دور میں اکابرین علماء کا مرکز رہا ہے، پاکستان میں موجودہ دینی مدارس اور ان سے فارغ شدہ علماء کرام پوری دنیا میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے، دین اسلام کے مختلف شعبوں میں ان اکابرین نے کافی خدمت کی ہے، پاکستان کے تمام صوبوں میں صوبہ خیبر پختون خوا بھی اسی لحاظ سے کافی ذرخیز ہے، شیخ الحدیث مولانا حسن جانؒ بھی ان علماء میں سے ایک ہے، جو دین کے مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات سر انجان دے چکے ہیں، جن کو سامنے لانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مولانا محمد حسن جانؒ کا تعارف اور شخصیت:

آپؒ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: محمد حسن جان بن مولانا علی اکبر جان بن حافظ جمال الدین بن مولانا خیر الدین بن مولانا بختیار احمد بن مولانا محمد حسن قریشی، آپ رحمہ اللہ کا تعلق قریشی خاندان کے ساتھ تھا، آپ کے جد اعلیٰ مولانا حسن قریشی رحمہ اللہ افغانستان سے ہجرت کر کے پاکستان کے ضلع چارسدہ میں آباد ہوئے تھے، آپؒ خود لکھتے ہیں: "سلسلہ نسب قریشی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، جو غالباً غزوات کے سلسلے میں پہلے قندھار سے آئے تھے اور پھر سے لعل پورہ افغانستان میں رہائش پذیر ہوگئے تھے، جو موجودہ افغانستان کا سرحدی گاؤں ہیں اور پھر وہاں سے جد امجد مولانا محمد حسن قریشیؒ چارسدہ آکر آباد ہوگئے تھے، یہ ہمارے خاندان کے پہلے بزرگ ہیں، جو چارسدہ آئے تھے اور چارسدہ ہی کے مقبرے میں مدفون و آرام فرما ہیں۔"[2] اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "یہ ناکارہ بروز پیر بوقت اشراق مورخہ دو ذوالقعدہ 1356ھ بمطابق 3 جنوری 1938ء محلہ میاں کلے موضع پڑانگ تحصیل چارسدہ میں عالم وجود میں آیا، اور اس وقت کے سامراجی نظام کے مطابق تھانہ پڑانگ میں میرا نام بروز جمعرات مورخہ پانچ ذوالقعدہ 1356ھ بمطابق 6 جنوری 1938ء رجسٹرڈ کیا گیا۔ سرکاری کاغذات میں پیدائش کی یہی آخری تاریخ چل رہی ہے۔

درمیانہ قد، چوڑا سینہ، لمبے لمبے مضبوط ہاتھ، سفید داڑھی، موتیوں کی طرح پروئے ہوئے سفید دانت، کالی خوبصورت آنکھیں، ستواں ناک، ابھرے ہوئے سرخ گال اور اخلاقی کمالات سے مالامال سراپا کے مالک، مولانا محمد حسن جانؒ (شہید) جب بات کرتے تھے تو سامنے بیٹھے حاضرین انہیں بہت توجہ اور غور سے سنتے تھے۔ بارعب شخصیت کے مالک یہ عالم دین صوبہ سرحد کے دینی حلقوں میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

تعلیم:

شیخ الحدیث مولانا حسن جان رحمہ اللہ نے دینی علوم حاصل کرنے کے لیے مختلف ملکی اور غیر ملکی اداروں کا سفر کیا، جہاں مختلف علوم وفنون کی تحصیل علم اور فن کے ماہرین سے حاصل کی، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی میں:

سولہ سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ سائیکل پر دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی جاتا رہا۔ تقریباً سوا سال، ماہ شوال 1372ھ سے ماہ ذوالحجۃ 1373ھ تک دارالعلوم نعمانیہ ہی میں، شرح جامی حصہ مبنی اور مختصر المعانی، مطول بحث "ما نا قلت "تک اور سلم العلوم کے تصدیقات کا حصہ مولانا عبدالجلیل صاحبؒ سے دارالعلوم نعمانیہ میں پڑھا۔ میبذی اور صدرا کا ابتدائی حصہ حضرت مولانا حسین صاحب مرحومؒ آف مرزاڈھیر سے اور عربی ادب میں سبعہ معلقہ، مقامات حریری، تیس مقامے اور دیوان حماسہ، دیوان متنبی اور علم عروض میں محیط الدائرہ حضرت مولانا محمد یوسف مرحومؒ سے پڑھا جو ہمارے ننھیال کی طرف سے رشتہ دار تھے اور ہندوستان میں بھی پڑھا چکے ہیں۔ انہوں نے علم عروض و قافیہ میں ایک پشتو ضابطہ بھی یاد کرالیا تھا۔ ان اسباق میں میرے ہم سبقوں میں حضرت مولانا روح اللہ جان صاحبؒ مہتمم دارالعلوم نعمانیہ اتمان زئی اور حضرت مولانا احمد علی جان مرحومؒ اور حضرت مولانا عبدالباری جان مرحومؒ اور حضرت مولانا فیض اللہ مرحومؒ اتمان زئی والے احباب شریک تھے۔

دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں:

محرم الحرام 1384ھ جب حضرت والدم بزرگوار مرحوم مدرس فنون دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ آئے، تو میں بھی ان کے ساتھ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ آتا رہا۔ یہاں پر میں نے ملا حسن، میر زاہد، ملا جلال، مرزا قطبیہ اور قاضی مبارک بحث "مفہوم "تک اور ہدایہ آخرین حضرت مولانا عبدالوہابؒ آف کوٹ ترناب سے پڑھی ہیں۔ موصوف مولانا گوناگرؒ سوات کے مشہور منطقی عالم اور میرے نانا صاحب حضرت مولانا سید علیؒ آف سور خنکی چارسدہ کے علم معقولات میں خصوصی شاگرد رہ چکے ہیں۔ تفسیر میں الفوز الکبیر اور بیضاوی شریف حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالرحمٰن صاحب سے اور کچھ حصہ جلالین اور صدرا کا مولانا کوہستان صاحب مرحوم (مولانا کریم شاہ صاحبؒ) سے دوبارہ پڑھا۔ دارالعلوم نعمانیہ اتمان زئی میں تقریباً سوا سال اور دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں پونے دو سال پڑھا۔

فراغت:

ہمارے درس کے زمانے میں امتحانات زبانی ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ مہتمم خیر المدارس ملتان مجھ سے امتحان لے چکے ہیں۔ میں طلباء دورہ حدیث میں جن کی تعداد بتیس تھی، دوم رہا، دورہ حدیث کی بڑی کتابیں: صحیح البخاری حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ، سنن الترمذی مولانا محمد رسول خان ہزاروی رحمہ اللہ، صحیح مسلم مولانا ضیاء الحق کیمبل پوری، موطائین حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، اور ابوداؤد صاحبزادہ مولانا عبید اللہ مدظلہ سے پڑھی۔[3]

پھر سالانہ جلسہ منعقدہ 15/16 شعبان 1376ھ مطابق 1957ء جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں حضرت مولانا شیخ الاسلام ظفر احمد عثمانیؒ صاحب مؤلف اعلاء السنن (14 جلد) اور حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب ہزارویؒ کے مبارک ہاتھوں سے سبز رنگ کے عماموں سے ہماری دستار بندی ہوئی۔

امتیازات اور انعامات:

دوران تدریس پرائیویٹ طور پر پشاور یونیورسٹی 1971ء میں ایم۔اے اسلامیات کا امتحان دے کر آٹھ سو میں چھ سو اکتالیس نمبرات لے کر تمام یونیورسٹی میں اول آیا۔انعامات گولڈ میڈل اور صدارتی انعام مبلغ تین ہزار روپے کا مستحق قرار دیا گیا۔بحمد اللہ تعالیٰ۔جو گورنر سرحد نصیر اللہ بابر کے زمانے میں کانویکشن ہال یونیورسٹی میں ان کے ہاتھ سے بمعہ سرٹیفکیٹ وصول کئے۔

شادی:

بروز اتوار 15 ربیع الاول 1377ھ 18 ستمبر 1958ء کو بڑے تائے صاحب کی صاحبزادی سے نکاح ہوا۔نکاح کے موقع پر والد محترم نے بعض بزرگان دین علماء کرام کو دعوت دی تھی جن کے مبارک ہاتھوں سے نماز ظہر کے بعد موصوف کی دوبارہ دستار بندی کرائی گئی،ان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل ربانی آف متھراؒ،حضرت مولانا عبد الجلیل صاحبؒ آف اتمانزئی اور حضرت مولانا محمد اسرائیلؒ مہتمم دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی،حضرت مولانا زکی الدینؒ(المعروف بہ صاحب حق)رجڑ وغیرہ اکابرین شامل تھے۔رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

اولاد:

آپؒ کے میں چار بیٹے اور بیٹی شامل ہیں،بیٹوں میں شیخ الحدیث مولانا عزیز الحسن صاحب،استاذ الحدیث مولانا فیض الحسن صاحب، استاذ الحدیث مولانا عبدالرحمن صاحب اور حضرت مولانا فخر الحسن صاحب ہیں،جو جامعہ احسن المدارس میں انتظامی اور درسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں،بیٹی شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب ترنگزئی کے شریک حیات ہے۔

مولوی فاضل کا امتحان دے کر کامیاب ہونے کے بعد عربی ٹیچر کی تقرری:

1959ء کے امتحان میں کل چھ سو نمبروں سے چار سو چونسٹھ نمبر لیکر اول آیا۔اور قاضی محمد مبارک صاحب تین سو بتیس نمبر لیکر دوم آئے۔اور مولانا محمد اسحاق صاحب بھی شریک تھے جو آج کل دارالعلوم نظامیہ مقام میر علی ضلع بنوں کے مہتمم ہیں۔مولوی فاضل کے امتحان میں کامیابی کے بعد ہم تینوں نے عربی ٹیچر پوسٹ کے لئے درخواست دیدی۔انٹرویو کے بعد میری تقرری مڈل سکول موضع جبی علاقہ اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ میں ہوئی۔سکول کی تقرری آرڈر نمبر 21724 بتاریخ 19 نومبر 1995ء تھی وہاں چھ مہینے گزارنے کے بعد والد بزرگوارم کی کوشش سے اپنے گاؤں "پڑانگ مڈل سکول" کوٹرانفسر ہوا۔(4)

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کو جانے کی تیاری اور سفر:

آپؒ نے مدینہ منورہ کے مشہور یونیورسٹی "جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ" میں بھی کئی سال پڑھا ہے،جس کے بارے میں آپؒ نے تفصیلاً کچھ یوں لکھا ہے:برادر محترم اور ہم زلف جناب مولانا حکیم فضل معبود صاحب نے ایک دن جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی خبر کا اخباری تراشہ مجھے دیا جس میں جامعہ اسلامیہ کی تفصیل اور درخواست بھیج دینے کا بیان تھا،چنانچہ میں نے سعودی سفیر کے نام پر ایک طرف عربی اور دوسری طرف انگریزی میں کراچی، مورخہ 12،11 ، 1961ء کو درخواست بھیج دی اور حضرت

مولانا عبد الجلیل صاحبؒ (تاریخ وفات 16 جمادی الاولی 1423ھ) کو پہلا سفارشی خط حضرت مولانا یوسف بنوریؒ کے نام پر لکھنے کے لئے کہا جو ان کے خصوصی استاد تھے۔ اس زمانے میں اسلام آباد نہیں تھا اور کراچی میں سب سفار تخانے ہوتے تھے۔

چنانچہ میں نے منظوری آنے پر سکول سے استعفاء دیدیا کہ کبھی بھی اس میدان میں نہیں آؤں گا (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ سکول کے اکثر اساتذہ کرام دین کی تعلیم سے واقف نہیں ہوتے تو ان کی مجلسوں میں فضول باتوں اور قہقہوں کی بہتات رہتی ہے، بچوں کو پڑھانے کی بنا پر ان کی طبیعت بھی بچوں جیسی ہو جاتی ہے۔ صحبت ضرور اثر انداز ہوتی ہے، معمولی باتوں پر خوش، معمولی باتوں پر ناخوش ہو جاتے ہیں۔ "معلم الصبیان" عربی محاورہ احمق سے کنایہ کیا ہوتا ہے۔ سکول میں اور کالج میں دینیات اور عربی ماسٹر کم درجہ کا استاد سمجھا جاتا ہے جبکہ انگلش اور ریاضی پڑھانے والے، اونچے درجے کا استاد سمجھے جاتے ہیں۔

دوسرے روز کراچی میں سعودی عرب کے سفار تخانے پر جاکر قونصل سے معلوم ہوا کہ پاکستان کے وزارت خارجہ کی طرف سے ان کو ہمارے انتخاب پر نوٹس آیا ہے کہ آپ نے ہمارے ملک سے ہماری اجازت کے بغیر اپنے یونیورسٹی کے لئے طالب علموں کا انتخاب کیوں کیا ہوا ہے؟ ان کو واپس کر دے اور ہم اپنے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے لڑکے دیں گے۔ اس خبر پر کافی پریشانی ہوئی میں نے دل میں کہا کہ "میں نے سکول سے بھی استعفاء دیا ہوا ہے اور عزیز واقارب سے رخصت لے کر مدینہ منورہ جانے کے لئے کراچی آگیا ہوں، اگر میں وطن واپس گیا تو بڑی شرمندگی ہوگی"۔ خیر قونصل اور نائب سفیر سلیمان صاحب نے یہ تسلی دی کہ ہمارے اور وزارت خارجہ کے درمیان اس سلسلے میں خط وکتابت جاری ہے، تقریباً بیس دن تک یہ کشمکش جاری رہی۔

خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت:

جب کراچی میں انتظار کے دن زیادہ بڑھ گئے اور پریشانی میں اضافہ ہوا تو ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میں اور برادر محترم مولانا عبد اللہ کاکاخیل مرحوم ایک ٹیلے پر واقع گاؤں کی طرف ایک کچے راستے پر چڑھ کر جا رہے تھے تو کسی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا ہم مدینہ جا رہے ہیں جب ٹیلے کے اوپر گاؤں سرے تک پہنچے تو اس وقت میں اپنے آپ کو اکیلا محسوس کر رہا تھا۔ وہاں ایک دور افتادہ زمین پر سنگ مرمر کی بنی ہوئی قبر نظر آنے لگی۔ کسی نے مجھ سے کہا "وہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک ہے" میں وہاں جاکر قریب پہنچا تو قبر اب نہیں اور نبی کرم ﷺ سفید کفن میں ملبوس اور چہرہ چھپا ہوا ایک لحد کی طرح گڑھے میں لیٹے ہوئے نظر آئے۔ تو کنارے پر کھڑے ہو کر میں درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ اب دیکھتا ہوں کہ حضور پاک ﷺ اس گڑھے میں کروٹیں تبدیل کرتے رہتے ہیں، جیسا سویا ہوا انسان اپنی خواب کے بستر پر کروٹ تبدیل کرتا رہتا ہے۔ میں نے اس وقت دل میں کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہی ہیں، اس لئے تو کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف کروٹ لیتے رہے ہیں اور یہ زندگی کی علامت ہے۔ اسی حال میں نبی کریم ﷺ نے اپنے چہرے مبارک سے چادر ہٹائی، آپ ﷺ ایک درمیانی عمر، سفید کالی داڑھی والے، مگر مقدار میں کچھ کم، کی صورت میں نظر آئے، تو میں گڑھے میں اتر کر آپ ﷺ سے لیٹے ہوئے حالت میں معانقہ کرنے لگا۔ حضرت ﷺ نے مجھے منہ پر چوما، میں نے عرض کیا کہ "میرے والد صاحب آپ کو سلام کہہ رہے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا "ان کا سلام مجھے پہنچا ہے" اسی حالت میں خواب سے بیدار ہوا اور خوشی کی انتہا نہیں رہی، میں نے اس وقت دل میں کہا کہ ہماری منظوری کی خبر آئی ہے، میرے ذہن میں چومنے کی تعبیر حفظ قرآن اور درس حدیث کی طرف اشارہ ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کے

فضل وکرم سے یہ دونوں مجھے حاصل تھے اور چھوٹی داڑھی کیری داڑھی کی کٹائی کے قصور کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے، جو اس وقت میں کیا کرتا تھا۔ صبح میں نے متعلقہ احباب سے کہا کہ فکر نہ کرو ہماری منظوری آگئی ہے۔ جب سفار تخانے گئے تو معلوم ہوا کہ پاکستان کے وزارت خارجہ نے اجازت دیدی ہے اور ہمارا انتخاب منظور ہوا ہے۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ:

7 محرم الحرام 1382ھ بمطابق جون 1962ء کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں سعودی حکومت کے وظیفہ پر "قسم عالی" میں داخلہ لیا، جامعہ کے ہر امتحان میں دوم آتے رہے اور چوتھے سال کے آخری امتحان "اختبار الشہادۃ النہائیۃ العالیۃ" میں 400 نمبر میں سے 391 نمبر حاصل کر کے پوری یونیورسٹی میں میں اول آئے اور آخری ڈگری "الامتیاز بمرتبۃ الشرف الاولیٰ" حاصل کی، مدینہ منورہ کے قیام میں الشیخ عبد الفتاح القاری اور شیخ محمود البخاری سے 1385ھ میں قرآن مجید حفظ کیا، اگست 1966ء کو واپس آئے۔[5]

اساتذہ:

آپؒ کے اساتذہ کرام کا سلسلہ بہت طویل ہے، کیونکہ آپ نے عرب وعجم دونوں میں اپنے دور کے ماہرین علم وفن سے استفادہ کیا ہے، یہاں پر چند مشہور اساتذہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا محمد رسول خانؒ، مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ، شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ، شیخ محمد الامین الشنقیطیؒ، مولانا علی اکبر جانؒ، مولانا رحمان الدین نقشبندیؒ، مولانا عبد الجلیلؒ، مولانا محمد حسینؒ، شیخ الحدیث مولانا عبد الرحمن آف مینی[6] ان مشاہیر کے علاوہ حضرت شیخ کے وہ اساتذہ جن سے پاکستان میں شرف تلمذ حاصل ہوا ہے، وہ یہ ہیں:

مولانا ضیاء الحق کیمبل پوریؒ مولانا عبید اللہؒ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور مولانا عبد الرحمٰنؒ شیخ الحدیث جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی، مولانا عبد الوہابؒ مدرس دار العلوم اسلامیہ چارسدہ[7]

بیعت وسلوک:

آپؒ دین کے مختلف شعبوں میں خدمات کے ساتھ ساتھ تصوف وسلوک کے ساتھ بھی وابستہ رہے، خود حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد فقیر صاحبؒ سے بیعت یافتہ تھے، بیعت کے بعد موصوفؒ نے آپؒ کو خلافت سے بھی نوزا تھا، اپنی خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "8 جمادی الثانی 1401ھ شب منگل کو بمطابق 13 اپریل 1981ء بعد از نماز عشاء بمقام لنڈی ارباب خانقاہ امدادیہ اشرفیہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحبؒ خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوا اور حضرت نے بیعت کے ساتھ چاروں طریقوں: نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں اجازت اور خلافت سے نوازا۔[8]

شہادت:

یہ عظیم آفتاب علم وفضل 2 رمضان المبارک 1428ھ بمطابق 12 ستمبر 2007ء بروز ہفتہ بوقت مغرب بحالت روزہ دنیائے فانی سے رحلت فرما کر جام شہادت نوش فرمایا، سنگ دل اور سفاک قاتلوں نے نکاح خوانی اور دعوت افطاری کے بہانے سے وقت افطار

سے چند منٹ پہلے موٹر کار میں لے کر روانہ کیا اور پشاور کے وزیر باغ میں موٹر سے اتار کر بر لب سڑک عین افطاری کے وقت گولی مار کر شہید کر دیا۔[9]

مولانا محمد حسن جان کی تدریسی خدمات:

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان رحمہ اللہ نے مختلف ملکی اور بین الاقوامی دینی یونیورسٹیوں میں سے علوم حاصل کرنے کے بعد درس و تدریس کا آغاز کیا، مختلف جامعات میں تدریسی خدمات سر انجام دیے، جن تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی میں بحیثیت شیخ الحدیث کی تقرری:

چارسدہ کے حضرت مولانا روح اللہ جان صاحب جو میرے ہم درس اور ساتھی بھی رہ چکے تھے۔ اگرچہ سنجیدگی اور عمر و علم میں مجھ سے بڑے تھے۔ اپنے دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی میں درس حدیث پڑھانے کے لئے کہا، اور اس کے لئے دو تین بار آئے۔

دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی میں بحیثیت شیخ الحدیث اور صدر مدرس تقرری ہوگئی، تنخواہ 180 ایک سو اسی روپیہ ماہوار اور سالانہ ترقی دس روپیہ پر حضرت مہتمم نے فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ ماہ شوال 1386ھ سے دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی، چارسدہ میں درس حدیث شریف شروع کیا، جملہ حدیث شریف کے درس نظامی میں داخل کتابیں میں خود پڑھاتا رہا، اور پہلے سال چھ طالب علم دورہ حدیث میں شریک رہے۔ اور شعبان 1393ھ بمطابق 1973ء تک مسلسل تقریباً سات سال تک دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی میں پڑھاتا رہا۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تدریسی خدمات:

حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جانا پسند کیا اور بروز جمعۃ المبارک 6 شوال 1396ھ مطابق یکم اکتوبر 1976ھ دارالعلوم حقانیہ میں تقرری ہوگئی، اور حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے زیر درس کتاب ترمذی کا ابواب صلوٰۃ سے اور بخاری شریف کتاب الجہاد سے کتاب النکاح اور مغازی جبکہ مشکوٰۃ میں جلد ثانی اور تصریح کا درس عنایت فرمایا اور اپنی طرف سے چھ سو روپیہ ماہوار مقرر کیا۔

دارالعلوم حقانیہ کی برکات کے بارے میں فرماتے ہیں:

دارالعلوم حقانیہ کی برکات سے مجھے کافی فائدہ ہوا، تدریس کے طریقہ میں اصلاح ہوگئی، بڑے اکابرین علماء، مدرسین دارلعلوم کی صحبت اور مجلسوں سے فیضیاب ہوا۔ خصوصاً صدر مدرس حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیم زروبویؒ والدِ حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؔ اور دیگر مشفق اساتذہ کرام سے۔

جامعہ امداد العلوم شاہ فیصل مسجد میں تشریف آوری:

22 شعبان 1403ھ مطابق 5 جون 1983ء بروز اتوار جامعہ امداد العلوم کے نام سے شاہ فیصل مسجد پشاور صدر میں بحیثیت صدر مدرس اور شیخ الحدیث تقرری ہوگئی۔ پھر جامعہ مسجد درویش بن جانے پر بزرگوں کی خواہش اور طلب پر اور اراکین مسجد کی زبانی اور تحریری خواست پر جامعہ مسجد شوگر ملز چارسدہ کی خطابت چھوڑ کر بروز جمعۃ المبارک 24 رجب 1409ھ مطابق 3 مارچ 1989ء جامعہ مسجد درویش میں خطیب اور سرپرست کی حیثیت سے پہلا جمعہ پڑھایا۔[10]

تلامذہ

آپؒ نے چالیس سال سے زیادہ عرصہ مسلسل درس و تدریس میں گزارہ، اسی دوران آپ نے لاکھوں تلامذہ پیدا کیے، جن میں پاکستان کے علاوہ باہر ممالک کے طلباء بھی شامل تھے، جنھوں نے آپؒ سے دینی و علمی فیض حاصل کی ہے، آپ کے چند مشہور تلامذہ کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے: مولانا فضل الرحمن امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان، مفتی غلام الرحمن مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور، مولانا عبدالقیوم حقانی مہتمم جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ، مولانا محمد ابراہیم فانیؒ سابقہ مدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمن، پروفیسر اسلامیات اور پرووائس چانسلر یونیورسٹی چکدرہ دیر[11] مولانا بدر منیر صاحب مہتمم جامعہ مدینہ بٹ خیلہ ملاکنڈ، مولانا سید عبدالحی صاحب بام خیل رابطہ عالم اسلام، مولانا غلام محمد صادقؒ سابقہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ چارسدہ، مولانا سید محمد گوہر شاہ مہتمم جامعہ اسلامیہ چارسدہ

سیاسی خدمات:

شیخ الحدیث مولانا حسن جان رحمہ اللہ نے معاشرے کی دینی خدمت اور تربیت کے سلسلے میں علماء کرام کی سیاسی جماعت "جمعیت علماء اسلام پاکستان" میں شامل تھے، جس کے پلیٹ فارم سے عملی میدان میں بھی قدم رکھ کر ایک عظیم معرکہ میں فتح یاب ہوئے تھے، جس کی تفصیل یہ ہے:

1990ء کے انتخابی معرکے میں چارسدہ سے حصہ لینے کی ایک جھلک:

خود فرماتے ہیں کہ اپنے علاقے چارسدہ کے علماء کرام کے اصرار اور یہاں پشاور سے حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوریؒ کی دعوت پر جو حضرت مولانا محمد امیر بجلی گھر اور قاضی فضل اللہ اور ساتھ خالد بنوری کے واسطہ جرگہ سے ملی کہ "تم چارسدہ سے خان عبدالولی خان سربراہ عوامی نیشنل پارٹی کے مقابلہ میں این۔اے 5 چارسدہ سے انتخاب برائے قومی اسمبلی میں حصہ لو"۔ چونکہ میرا مزاج سیاسی نہیں اور نہ عام سیاسی باتوں سے دلچسپی ہے، اور مقابلہ ایک مشہور لیڈر سے کرنا تھا، جو اپنے پارٹی اور خاندان کے اعتبار سے بہت مشہور اور طاقت ور تھے۔ نہایت متفکر رہا اور میری ذہنی پریشانی کی وجہ سے حضرت والد صاحبؒ بھی خوش نہیں تھے۔ حضرت صاحب مولانا فقیر محمد صاحبؒ آف لنڈی ارباب سے مشورہ لینے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جہاد کی نیت سے انتخابات میں حصہ لے لو"۔ اس وقت افغانستان میں روس کے خلاف جہاد بھی جاری تھا اور فرمایا کہ "تمہارا مقابل جہاد کا مخالف ہے"۔ اور حضرت نے کامیابی کے لئے دعا کی۔ دعا کے ساتھ میری ذہنی پریشانی ختم ہوگئی اور اطمینان حاصل ہوا۔ پھر حضرت مولانا محمد اشرف صاحبؒ اسلامیہ کالج کی مجلس میں حاضر ہوا، اس نے بھی اجازت اور مشورہ دیا۔

انتخابات میں علماء کرام کی تائید و محنت اور عوام الناس کی حمایت سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی ہوئی، اور اس فقیر کو (67104) ستاسٹھ ہزار ایک سو چار ووٹ ملے۔ جبکہ مقابل کو (52827) باؤن ہزار آٹھ سو ستائیس ووٹ ملے۔ اور تقریباً 14270 ووٹوں کا فرق رہا۔

مولانا حسن جان رحمہ اللہ اسلامی نظریاتی کونسل اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے رکن بھی رہے، وفاق المدارس پاکستان کے نائب امیر بھی رہے۔[12] سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں ان کے قریب جمعیت علماء اسلام اچھی جماعت ہے جبکہ مذہبی لیڈروں میں وہ مولانا فضل الرحمان کو پسند کرتے تھے۔[13]

تصنیفی خدمات:

شیخ الحدیث مولانا حسن جان شہید رحمہ اللہ کے تدریسی، سیاسی اور معاشرتی خدمات کے علاوہ تصنیفی خدمات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، ذیل میں ہم ان کے چند تصانیف کا تفصیلاً تذکرہ کرتے ہیں:

احسن الخبر فی مبادی علم الاثر:

شیخ الحدیث مولانا حسن جان شہید رحمہ اللہ علوم وفنون کے تمام کتابوں میں کافی مہارت رکھتے تھے، البتہ احادیث کے درس وتدریس میں ان کا ملکہ ممتاز تھا، ان کے ہاں دورہ حدیث پڑھنے کے لیے طلباء دور دور سے آتے تھے، کیونکہ آپؒ کے درس حدیث آسان فہم ہوتا تھا، مدارس اسلامیہ میں علوم وفنون کے جتنے کتابیں پڑھائے جاتے ہیں، ان کے پڑھانے سے پہلے اساتذہ کرام اس علم اور فن کے مبادیات پڑھاتے ہیں، شیخ الحدیث مولانا حسن جان رحمہ اللہ کی درسی ترتیب بھی بلکل اسی طرح تھی کہ احادیث کی کتابیں شروع کرنے سے پہلے احادیث کے مبادی پڑھاتے تھے، تاکہ آگے چل کر طلباء کو اصطلاحات سمجھنے میں کوئی مشکل نہ ہو، یہ ابتدائی باتیں بہت اہم اور آسان فہم ہوتی تھی، اس وجہ سے طلباء اور بعض اہم دوستوں نے آپؒ سے ان مبادیات کو ترتیب دینے کی فرمائش کی، آپؒ نے اس پُرزور اصرار پر یہی مبادیات کو خود اپنے قلم سے مرتب کرکے "احسن الخبر فی مبادی علم الاثر" کے نام سے کتابی شکل دے دی، یہ عظیم شاہکار علم حدیث کے طلباء کے لیے بہت مفید ہے، خود اس کتاب کے بارے فرماتے ہیں:"وبعد فهذه رسالة موجزة فی اهم ما يحتاج اليه من يبداء بدراسة الحديث الشريف ومصطلحه، جمعتُ مباحثها من بعض ما الف فی هذا الموضوع من كتب المتقدمين والمتاخرين، سميتها "احسن الخبر فی مبادی علم الاثر"[14]

یہ کتاب عربی زبان میں ہے، جو تقریباً 200 صفحات پر مشتمل ہے، اس میں دس مباحث بیان کئے گئے ہیں، جن میں علم حدیث کی تعریف، موضوع، غرض وغایہ، لفظ حدیث کی تشریح، سنت اور خبر کی تحقیق، انواع حدیث، صفات رواۃ اور وصل وانقطاع کے لحاظ سے ان کی تقسیم، وجود تحمل حدیث، حجیت حدیث، سنت کی شرع حیثیت، تاریخ وتدوین حدیث، صحاح ستۃ کے تراجم، بعض مشاہیر رواۃ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے تراجم جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

برکۃ المغازی فی مشکلات الحدیث:

احادیث کی کتابوں میں بعض ایسے مقامات ہوتے ہیں، جن کا حل کرنا طلباء کے لیے مشکل ہوتا ہے، تو علماء کرام نے مشکل مقامات کو حل کرنے کے لیے مختلف کتابیں لکھی ہیں، جیسے امام بخاری کا صحیح البخاری میں "قال بعض الناس"[15] کی تشریح پر "التشريح للناس شرح قال بعض الناس "[16] لکھی گئی ہے۔

اس بنیاد پر شیخ الحدیث مولانا حسن جان رحمہ اللہ نے احادیث کی مشکلات حل کرنے کے لیے "برکۃ المغازی فی مشکلات الحدیث" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا ہے، کتاب اگرچہ عربی زبان میں ہے، لیکن طلباء و علماء سب کے لیے انتہائی آسان اور مفید ہے، جس کے بارے خود لکھتے ہیں:

"باب برکۃ الغازی فی مالہ حیا ومیتامع النبی ﷺ وولاۃ الامر" طلباء حدیث پر حساب کے اعتبار سے بہت مشکل اور باعتبار تطبیق بہت دقیق تھی تو میں نے چاہا کہ اس حدیث پر یہ مختصر رسالہ لکھ دوں۔"[17]

اس رسالہ میں 28 غزوات اور 43 سرایا کی فہرست، ان میں شریک ہونے والے مسلمان اور کافروں کی تعداد، مقام، تاریخ ار نتائج کا تذکرہ کیا ہے، یہ کتاب دس ابحاث پر مشتمل ہے:

المبحث الاول فی ترجمۃ الزبیر وابنہ عبداللہ ووقعۃ الجمل

المبحث الثانی فی شرح الحدیث وتطبیق الحساب حسب الروایۃ

المبحث الثالث فی الاشکال الواردۃ علی الروایۃ واجوبۃ العلماء عن ذلک

المبحث الرابع فی مسئلۃ ترکۃ الزبیر وتقسیمھا علی ورثتہ

المبحث الخامس فی عدد غزواتہ ﷺ اجمالا

المبحث السادس فی عدد سرایاہ ﷺ وبعوثہ المشہورۃ

المبحث السابع فی ذکر من شھد بدرا من الصحابۃ

المبحث الثامن فی مکاتبیب رسو ل اللہ ﷺ الی الامراء والملوک وتفصیلھا

المبحث التاسع فی مجمل الاحداث التی تتعلق بحیاۃ الرسولﷺ حسب التاریخ شھرا وعاما

المبحث العاشر فی ضریطۃ البلاد والمواصیع التی تتعلق بغزواہ وسرایاہﷺ المشہورۃ۔[18]

خطبات حسن:

شیخ الحدیث مولانا حسن جان رحمہ اللہ ایک بہترین مدرس کی طرح ایک بہترین خطیب بھی تھے، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف سرکاری اور غیر سرکاری پروگراموں میں بحیثیت مہمان خصوصی مدعو ہوتے تھے، عموماً مدارس اسلامیہ کے سالانہ پروگراموں میں ختم بخاری کے لیے بلائے جاتے تھے، آپؒ کے تقریر انتہائی عام فہم ہوتی، جس سے خواص کے ساتھ ساتھ عوام بھی استفادہ کرسکتے تھے، ہمیشہ تقاضاوقت کو مدنظر رکھ کر تقریر فرماتے تھے، اس بناپر جگہ جگہ آپ کے تقریری ملفوظات کو ریکارڈ کیا جاتا، جس کے نتیجے میں آپ کے ہزاروں تقاریر ریکار کرکے محفوظ کیے گئے، آپؒ کے ان بکھرے موتیوں کو آپ کے صاحبزادے مولانا عابد الرحمن مہتمم جامعہ احسن المدارس جھگڑا پشاور نے جمع کرکے کتابی شکل دے دی، جس کو "خطبات حسن" کے نام سے موسوم کیا گیا۔[19] یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد دس موضوعات اور 334 صفحات پر مشتمل ہے، دوسری جلد 13 موضوعات اور 359 صفحات پر مشتمل ہے، تیسری جلد 14 موضوعات اور 399 صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ چوتھی جلد 15 موضوعات اور 342

صفحات پر مشتمل ہے، کتاب کی تفصیل سے شیخ الحدیث مولانا حسن رحمہ اللہ کی علمیت، خوبصورت اسلوب اور انداز بیان کا اندازہ ہوتا ہے۔

سوالات وجوابات مدلل ومخرج:

شیخ الحدیث مولانا حسن جان رحمہ جامعہ امداد العلوم کی مسجد درویش صدر پشاور میں نماز جمعہ پڑھاتے تھے، دور دراز علاقوں سے عوام وخواص آپؒ کی تقریر سننے کے لیے آتے تھے، تقریر کا دورانیہ ایک گھنٹہ پر مشتمل ہوتا تھا، ترتیب یہ ہوتی کہ پہلے آدھے گھنٹے میں کسی اصلاحی موضوع پر بیان ہوتا، اور آخری آدھے گھنٹے میں سامعین کے پوچھے گئے سوالات کے جوابات ہوتے تھے، یہ مجلس تاحیات جاری رہی، یہ سوالات وجوابات مرتب کیے گئے اور آپؒ کے بیٹے مولانا عابد الرحمن نے ان کی تخریج وتحقیق کرکے "سوالات وجوابات مدلل ومخرج" کے نام سے شائع کردی، یہ کتاب دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، مرتب خود اس بارے میں لکھتے ہیں: "فی الوقت سوالات وجوابات کا دو ضخیم جلدوں پر مشتمل مجموعہ، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، جامعہ ہذا کے اساتذہ کرام کی مسلسل محنت کی برکت سے آج ہم اس سے اتفادہ کررہے ہیں، ابتداء حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پشتو زبان میں ریکارڈ کردہ جوابات کو سوالات سمیت منصہ قرطاس پر لایا گیا، اس کے بعد ماخذ ومراجع میں مراجعت سے اس کو مدلل اور تخریجی دور سے گزارنے کے بعد سوال وجواب اور اس کے عنوان کو اردو زبان کا جامہ پہنایا، تاکہ استفادہ عام میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔[20]

شیخ الحدیث مولانا حسن جانؒ کی افادات حدیث:

جیسے کہ پہلے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ حضرت شیخؒ کی دروس احادیث امتیازی حیثیت کے حامل ہوتی تھی، اس وجہ سے طلباء نے آپؒ سے جو پڑھا تو اس کو محفوظ بھی کیا، احادیث کی مختلف کتابوں جیسے صحیح البخاری اور سنن الترمذی کے وہ تقریرات جو طلباء نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے دوران درس محفوظ کیے ہیں، مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں، ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

تقریر بخاری:

شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان رحمہ اللہ صحیح البخاری کے درس وتدریس سے تقریبا چالیس سال تک وابستہ رہے، دوران درس آپ کی تقریر مختلف طلباء لکھ کر محفوظ کرتے، بلکہ لکھنے کے علاوہ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے بھی محفوظ کیے جاتے، حضرت شیخ نے صحیح البخاری کی کوئی باقاعدہ شرح نہیں لکھی، لیکن آپؒ کے تلامذہ کے محفوظ کردہ رجسٹروں اور ٹیپ ریکارڈ سے محفوظ کیے گئے مواد پر آپؒ کے بیٹے دوسرے ساتھیوں کے تعاون سے کام کررہے ہیں، جو زمانہ قریب میں ان شاء اللہ کتابی شکل میں شائع کی جائے گی۔

تقریر ترمذی:

شیخ الحدیث مولانا حسن جان رحمہ اللہ کی صحیح البخاری کی طرح سنن الترمذی کی بھی دروس محفوظ کیے گئے ہیں، مختلف تلامذہ کے پاس آپ کے تقریرات کے مخطوطات موجود ہیں، جن میں آپؒ کے شاگرد رشید پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمن[21] کا اپنے ہاتھ سے لکھا گیا مخطوط قابل ذکر ہیں، یہ پشتو زبان میں ہیں، کیونکہ آپؒ کا درس پشتو زبان میں ہوتا تھا۔

مذکورہ بالا تصنیفات کے علاوہ آپؒ نے بے شمار تحقیقی مقالہ جات اور مضامین لکھ کر مختلف رسائل میں شائع کیے ہیں، جن پر تاریخ میں تصریح موجود ہے، جیسے لبنانی رسالہ "المجتمع" میں بھی آپ کے مقالات اور مضامین شائع ہو چکے ہیں۔[22]

امتیازی خصوصیات

آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری شکل وصورت کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی امتیازی کمالات سے نوازا تھا، جن میں سے ہم چند کو ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

- جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے چار سالہ اعلیٰ نصاب تعلیم "کلیۃ الشریعہ" کے آخری سال تمام طلبہ سے زیادہ نمبر حاصل کر کے پوری یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی۔
- سعودی عرب میں قیام کے دوران جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے اساتذہ کی معیت میں چار مرتبہ اور متعدد بار عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی، جس دوران مختلف تاریخی مقامات کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔
- مسجد نبوی ﷺ میں صحیح البخاری کے قاریوں سے "اسطوانہ السریر" ریاض الجنۃ اور باب عمر بن عبد العزیز کے ساتھ قرآن مجید حفظ کیا اور پھر مسجد نبوی ﷺ میں حفاظ کو سنانے کے علاوہ مسجد نور اور مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں تراویح اور نوافل میں بھی سنانے کی سعادت حاصل کی تھی۔
- جامعہ اشرفیہ لاہور میں دورہ حدیث کے سال بعد العصر مفتی محمد حسن امرتسری کی اصلاحی اور روحانی مجالس میں شرکت کرتے رہے، جب کہ مدینہ منورہ میں حضرت مولانا عبد الغفور عباسی مہاجر مدنی کی علمی اور اصلاحی مجالس میں شرکت کرنے اور ان سے استفادہ اور صحبت کی سعادت حاصل ہوئی، پشاور میں علامہ اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا فقیر محمد صاحبؒ کی اصلاحی مجالس میں بھی شرکت کرتے۔
- مکہ مکرمہ کے مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کے اندر دو دفعہ داخل ہونے کی شرف حاصل کی ہے، جہاں بیس بیس رکعت سے زیادہ نوافل ادا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔
- تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ چند دنوں میں ایم اے اسلامیات پشاور یونیورسٹی کا نصاب اردو سے عربی میں منتقل کیا تھا۔
- سعودی عرب کے علاوہ امارات، بخارا ازبکستان، ساؤتھ افریقہ، بھارت، بنگلہ دیش وغیرہ کا سفر کر کے وہاں مختلف اجتماعات میں شرکت اور خطابات کے علاوہ وہاں کے تاریخی مقامات دیکھنے کا شرف بھی حاصل کیا۔
- وفاق المدارس العربیہ ملتان پاکستان کے نائب صدر رہے۔
- اسلامی نظریاتی کونسل اور مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی میں بحیثیت ممبر رہنے کے دوران سب رفقاء کار آپ کی علمی صلاحیتوں کے معترف اور آپ کے عمدہ اخلاق، تقویٰ اور تدین کے قائل تھے۔
- مادری زبان پشتو کے علاوہ فارسی اور عربی میں بھی مقبولیت حاصل تھی، مختلف مقامات پر تینوں زبانوں میں تقاریر کیے۔[23]

خلاصہ بحث:

بیسویں صدی کے عظیم محدث شیخ الحدیث مولانا حسن رحمہ اللہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم تھے، جو صوبہ خیبر پختونخواہ کے ضلع چارسدہ سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مولانا علی اکبر جان تھے، آپؒ 3 جنوری 1938ء کو پیدا ہوئے، آپ کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا، ابتدائی کتب اپنے چچا مولانا حافظ حکیم محمد اسماعیلؒ سے پڑھیں اور پھر باقاعدہ دارالعلوم اتمان زئی میں داخلہ لیا اور پھر دورہ حدیث کے لیے جامعہ اشرفیہ لاہور چلے گئے۔

مولانا حسن جان نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے کلیۃ الشریعہ کی ڈگری حاصل کی، وہاں عالم اسلام کے مایہ ناز اساتذہ سے استفادہ کیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا محمد رسول خانؒ، مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ، شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ اور شیخ محمد الامین الشنقیطیؒ شامل ہیں، آپ کے تصانیف میں احسن الخبر فی مبادی علم الاثر، برکۃ المغازی فی مشلات الحدیث، خطبات حسن اور سوالات وجوابات مدلل و مخرج کے علاوہ دو مخطوطات تقریر بخاری اور تقریر ترمذی شامل ہیں، تحصیل علم کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور مسند حدیث پر چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزارا، دارالعلوم اتمانزئی چارسدہ، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ اور جامعہ امداد العلوم پشاور میں مختلف کتب بالخصوص کتب احادیث پڑھائیں۔

آپ ایک سماجی کارکن، کامیاب مدرس، قابل ترین مصنف اور سیاسی راہنما کے ساتھ ساتھ ایک بہترین خطیب بھی تھے، جن کے تقریر سننے کے لیے دور دور سے لوگ آکر مستفید ہوتے، آپ کے ان ہی خدمات کے اعتراف میں بعد از شہادت حکومت پاکستان نے ستارہ شجاعت سے بھی نوازا، آپؒ 15 ستمبر 2007ء کو شہید کر دیے گئے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

[1]۔ سورۃ الذاریت:56

Surah Al-Dhariyat: 56

[2]۔ محمد حسن جان، مولانا، فانی زندگی کے چند ایام، القاسم اکیڈمی، نوشہرہ1429ھ/2008ء، ص17

Muhammad Hasan Jan, Maulana, A Few Days of Mortal Life, Al-Qasim Academy, Nowshera 1429 AH/2008, p. 17

[3]۔ مولانا حسن جان، فانی زندگی کے چند ایام، ص29

Maulana Hasan Jan, A Few Days of Mortal Life, p. 29

[4]۔ حقانی، عبد القیوم، مولانا، تذکرہ وسوانح مولانا حسن جان شہید، القاسم اکیڈمی، نوشہرہ، 1430ھ/2009ء، ص88

Haqani, Abdul Qayyum, Maulana, Biography and Memoirs of Maulana Hasan Jan Shaheed, Al-Qasim Academy, Nowshera, 1430 AH/2009, p. 88

[5]۔ فیوض الرحمٰن، حافظ، ڈاکٹر، علمائے سرحد کی تصنیفی خدمات، فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی، اردو بازار، لاہور، ص39

Fayyaz-ur-Rehman, Hafiz, Dr., The Literary Contributions of Scholars of the Frontier, Frontier Publishing Company, Urdu Bazaar, Lahore, p. 39

[6]۔ ایم۔ فل مقالہ، خالد محمود، قاضی، مولانا حسن جان المدنی کی خدماتِ حدیث ایک تحقیقی جائزہ،، شعبہ مطالعاتِ اسلام، یونیورسٹی آف مالاکنڈ، 1446ھ/2024ء، ص71

M.Phil Thesis, Khalid Mahmood, Qazi, Maulana Hasan Jan Al-Madani's Services of Hadith A Research Review, Department of Islamic Studies, University of Malakand, 1446 AH/2024 AD, p.71

[7]۔ فیوض الرحمن، حافظ، ڈاکٹر، علماء کی کہانی خود ان کی زبانی، ادراہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ربیع الثانی1426ھ/2005ء، ص181

Fayuzur Rahman, Hafiz, Doctor, The story of the scholars in their own words, Idrah Talifat Ashrafiyya, Multan, Rabi al-Thani 1426 AH/2005, p. 181

[8]۔ حقانی، مولانا عبد القیوم، تذکرہ وسوانح مولانا حسن جان، ص93

Haqqani, Maulana Abdul Qayyum, Tazkira and Swanah of Maulana Hasan Jan, p.93

[9]۔ حقانی، عبد القیوم، مولانا، تذکرہ وسوانح مولانا حسن جان شہید، ص77

Haqqani, Abdul Qayyum, Maulana, Biography and biography of Maulana Hasan Jan Shaheed, p. 77

[10]۔ حقانی، عبد القیوم، مولانا، تذکرہ وسوانح مولانا حسن جان شہید، ص88

Haqqani, Abdul Qayyum, Maulana, Biography and biography of Maulana Hasan Jan Shaheed, p. 88

[11] ۔خالد محمود، قاضی، مولانا حسن جان المدنی کی خدمات حدیث ایک تحقیقی جائزہ، ص77

Khalid Mahmood, Qazi, Maulana Hasan Jan al-Madani's services, Hadith, a research review, p. 77

[12] ۔محمد قاسم، تذکرہ علمائے خیبر پختونخوا، دارالقرآن والسنۃ، آدینہ، صوابی، 1430ھ / 2009ء، ص494

Muhammad Qasim, Tazkira Ulama Khyber Pakhtunkhwa, Darul Qur'an and Sunnah, Adina, Swabi, 1430 AH/2009, p. 494

13 ۔ روزنامہ، ایکسپریس، پشاور جمادی الثانی 1427ھ / 9 جولائی 2006ء

Daily, Express, Peshawar Jumadi Al Thani 1427 AH / 9 July 2006

[14] ۔محمد حسن جان، احسن الخبر فی مبادی علم الاثر، دارالکتب محلہ جنگی، پشاور، 1442ھ / 2020ء، ص11

Muhammad Hasan Jan, Ahsan Al-Khobar Fi Mabadi Ilm-ul-Athar, Darul-Kitab Mohalla Jangi, Peshawar, 1442 AH/2020, p. 11

[15] ۔امام بخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1380ھ / 1961ء، کتاب الزکوۃ، باب فی الرکاز الخمس، ج1، ص203

Imam Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail, Al-Jami’ al-Sahih, Old Library, Karachi, 1380 AH / 1961, Kitab al-Zakwat, Chapter Fi al-Raqaz al-Khums, Vol.1, p.203

[16] ۔ابو عتیق، غلام رسول، التشریح للناس شرح قال بعض الناس، مدرسہ تحفیظ القرآن کراچی، 1428ھ / 2007

Abu Atiq, Ghulam Rasool, Al-Tashreeh Lal-Nas, Sharh Qal-e-Bas-Nas, Madrasa Tahfeez-ul-Qur’an, Karachi, 1428 AH/2007

[17] ۔المدنی، محمد حسن جان، برکۃ المغازی، مکتبہ الرشاد، محلہ جنگی، پشاور، 1439ھ / 2018ء، ص10

Al-Madani, Muhammad Hasan Jan, Barakat al-Mughazi, Maktaba al-Rashad, Mohalla Jangi, Peshawar, 1439 AH/2018, p.10

[18] ۔ایضاً

ibid

[19] ۔ابو عکاشہ، عابد الرحمن، خطبات حسن، دارالتصنیف، جامعہ احسن المدارس، پشاور، 1442ھ / 2021

Abu Akasha, Abid al-Rahman, Khatbat Hasan, Dar al-Tasneef, Jamia Ahsan al-Madaris, Peshawar, 1442 AH/2021

[20] ۔ابو عکاشہ، مولانا عابد الرحمن، سولات وجوابات مدلل ومخرج، دارالتصنیف، جامعہ احسن المدارس، پشاور، 1442ھ / 2021ءج1، ص26

Abu Akasha, Maulana Abidur Rahman, Solat wa Zabsat Madalal wa Mukhaar, Dar al-Tasneef, Jamia Ahsan al-Madaris, Peshawar, 1442 AH/2021, vol.1, p.26

[21]۔ آپ ممتاز ماہر تعلیم اور مذہبی سکالر ہیں، 1990ء میں امداد العلوم پشاور میں مولانا حسن جان رحمہ اللہ سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، مختلف مقامات پر درس وتدریس کے ساتھ ساتھ اسلامیہ کالج پشاور میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ مالاکنڈ یونیورسٹی کے شعبہ مطالعاتِ اسلام و مذہبی امور کے پروفیسر ہیں۔ شعبہ کے چیئرمین، آرٹس اینڈ ہیومنٹیز کے ڈین کے عہدوں پر خدمات سرانجام دیں۔ آج کل مالاکنڈ یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر ہیں۔ ذاتی انٹرویو از پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمن بمقام یونیورسٹی آف مالاکنڈ، 1446ھ / 29اگست 2024ء

He was a prominent educationist and religious scholar, in 1990, you studied Hadith from Maulana Hasan Jan (may God have mercy on him) in Imdad Uloom, Peshawar, and obtained your certificate. He is a professor in the Department of Islamic Studies and Religious Affairs of Malakand University. Served as Department Chairman, Dean of Arts and Humanities. Today he is Pro Vice Chancellor of Malakand University. Personal interview by Professor Dr. Attaur Rehman at the University of Malakand, 1446 AH / 29 August 2024.

[22]۔ فیوض الرحمن، حافظ، ڈاکٹر، علمائے سرحد کی تصنیفی خدمات، ص40

Fayuzur Rahman, Hafiz, Dr., Authorship services of Ulama Sarhad, p. 40

[23]۔ ارشد اللہ مختار، مفتی، تذکرہ علماء ومشائخ، مکتبہ عمر فاروق، پشار، 1445ھ / 2023ء، ص299

Arshadullah Mukhtar, Mufti, Tazkira Ulema wa Mashaikh, School of Umar Farooq, Pashaar, 1445 AH / 2023 AD, p. 299